رسائل و مسائل

نبی کریمؐ کے متعدد نکاحوں میں کیا مصلحت تھی؟

سوال: میں آج کل امریکہ میں مقیم ہوں۔ یہاں عیسائیوں سے مذہبی موضوعات پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہتا ہے۔ یہ لوگ اور بالخصوص ان کے مذہبی رہنما تعدد ازواج کے مسئلے پر بہت اُلجھتے ہیں۔ یہ چیز کسی طرح ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اس سلسلے میں وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو شادیوں پر بھی اعتراضات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے بہت چھوٹی عمر میں شادی کی جس کی ضرورت ناقابل فہم ہے۔

میں اور میرے بعض دوسرے مسلمان دوست اپنی حد تک ان کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن معلومات کی کمی کے باعث ہم ان لوگوں کی پوری تشفی نہیں کر سکتے۔ اگر آپ اس معاملے میں ہماری رہنمائی کریں اور اس مسئلے پر ایسی معلومات اور دلائل فراہم کر دیں جن سے تعددِ ازواج اور خاص طور پر آنحضورؐ کی متعدد شادیوں کا حق بجانب ہونا واضح ہو جائے، تو ہمارے بحث و استدلال میں آسانی پیدا ہو جائے گی اور ہم انشاء اللہ ہر موضوع میں برابر سطح پر اظہار خیال کر سکیں گے۔

جواب (از ملک غلام علی صاحب): یہ ایک عجیب و غریب بات ہے کہ جدید مغربی اقوام تعددِ ازواج کو مذہبی و سماجی بُرائی شمار کرتی ہیں اور ان کے اتباع میں بعض روشن خیال مسلمان بھی اس پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں حالانکہ جدید مسیحیت سے قبل تعدد ازواج کو تاریخ انسانی میں دینی و اخلاقی لحاظ سے کبھی معیوب یا ناپسندیدہ یا خلافِ تقوی نہیں سمجھا گیا۔ آپ ان عیسائی معترضین سے پوچھیے اور خود بھی بائبل کو پڑھ کر دیکھ لیجیے کہ

اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، اور دوسرے انبیاء کی ایک سے زاید ازواج کا ذکر موجود ہے یا نہیں؟ جن لوگوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نو شادیوں پر اعتراض ہے، تعجب ہے کہ انہیں بائیبل کی بیان کردہ ان روایات پر کوئی اعتراض نہیں ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ مغرب کی جدید اقوام پر ایک طرف جنسی میلان و رغبت اور دوسری طرف اسلام سے نفرت و جہالت پوری طرح مسلط ہے، اس لیے وہ یہ سمجھنے پر مجبور رہیں کہ ازدواج کا مقصد فقط شہوانی جذبات کی تسکین ہے۔ لیکن جو شخص بھی عائلی زندگی سے متعلق اسلام کی تعلیمات اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کا کھلے دل سے بغور مطالعہ کرے، اُسے یہ بات بآسانی معلوم ہو سکتی ہے کہ اسلام نے شادی کا حکم دیتے ہوئے متعدد اہم تمدنی مقاصد کو پیش نظر رکھا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نکاح محض برائے نکاح نہیں کیا، بلکہ ہر ایک نکاح میں کوئی نہ کوئی مصلحت اور اسلام کا اجتماعی مفاد مضمر تھا۔ آپ نے سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہؓ سے کیا جو صاحبِ اولاد بیوہ اور عمر میں آنحضورؐ سے پندرہ برس بڑی تھیں۔ اس نکاح کے وقت آنحضرتؐ کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہؓ کی چالیس سال تھی۔ اس عنفوانِ شباب میں آپ کی سیرت اتنی پاکیزہ اور بے داغ تھی جس کے کفار بھی معترف تھے۔ پھر آپ نے جب دعوتِ اسلام کا آغاز فرمایا تو اس سے روکنے کے لیے مشرکین نے جو مصالحانہ پیش کش کی تھی اس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ آپ کا نکاح حجاز کی حسین ترین عورت سے کر دیا جائے گا۔ مگر آپؐ نے اسے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ حضرت خدیجہؓ نے بھی آپؐ کے اخلاق و دیانت سے متاثر ہو کر بعثت سے قبل ہی خود آپ سے نکاح کی درخواست کی تھی۔ حالانکہ ویسے وہ اس عمر میں نکاح ثانی کی خواہش و ضرورت نہ رکھتی تھیں۔ آپ ایک نہایت متمول خاتون تھیں اور نکاح کے متعدد پیغامات کو رد کر چکی تھیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اگر چاہتے تو کسی نوجوان دوشیزہ سے شادی کر سکتے تھے، مگر آپ نے حضرت خدیجہ کی پختہ و پاکیزہ سیرت کی بنا پر آپؓ سے نکاح کیا اور جب تک آپؓ زندہ رہیں، دوسرا نکاح نہیں کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ نکاح نہایت خیر و برکت کا موجب بنا۔ حضرت خدیجہؓ آنحضورؐ کے نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد سب سے پہلے ایمان لائیں اور اپنی جان و مال کو آنحضورؐ کی ذات اقدس کے لیے تا زیست وقف کر دیا۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آنحضورؐ نے ایک دوسری سن رسیدہ بیوہ خاتون حضرت سودہؓ سے نکاح کیا تاکہ وہ کم سن صاحبزادیوں کی تربیت اور نگرانی کرسکیں اور دیگر امور خانہ داری سرانجام دیں۔ حضرت سودہؓ نہایت مستحکم سیرت کی مالک تھیں۔ انہوں نے محض اسلام کی خاطر حبشہ کو ہجرت کی تھی، اور بڑے مصائب جھیلے تھے۔ چار برس تک تنہا وہی آپ کی بیوی رہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ ضروری سمجھا کہ آپ کے حرم میں کوئی ایسی چھوٹی عمر کی خاتون داخل ہوں جنہوں نے اپنی آنکھ اسلامی ماحول ہی میں کھولی ہو اور جو نبی کے گھر آنے میں آکر پروان چڑھیں تاکہ ان کی تعلیم و تربیت ہر لحاظ سے مکمل اور مثالی طریق پر ہو اور وہ مسلمان عورتوں اور مردوں میں اسلامی تعلیمات پھیلانے کا مؤثر ذریعہ بن سکیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے مشیتِ ربانی سے حضرت عائشہ صدیقہ کو منتخب فرمایا۔ ان کے والدین کا گھر تو پہلے ہی نورِ اسلام سے منور تھا۔ عالمِ طفولیت ہی میں انہیں وہاں سے کاشانۂ نبوت تک پہنچا دیا گیا تاکہ ان کی سادہ لوحِ دل پر اسلامی تعلیم کا گہرا نقش مرتسم ہو جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے اپنی اسی نوعمری میں کتاب و سنت کے علوم میں گہری بصیرت حاصل کی، اسوۂ حسنہ اور آنحضورؐ کے اعمال و ارشادات کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے ذہن میں محفوظ رکھا اور درس و تدریس اور نقل و روایت کے ذریعے سے اسے پوری امت کے حوالے کر دیا۔ حضرت عائشہ کے اپنے اقوال و آثار کے علاوہ ان سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) مرفوع احادیث صحیحہ مروی ہیں اور حضرت ابوہریرہؓ کو چھوڑ کر صحابہ و صحابیات میں سے کسی کی مرویات اس سے زائد نہیں ہیں۔ حضرت عائشہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ نے بہت سے بچوں کو آغوش تربیت میں لے کر پالا اور انہیں علم سکھا کر معلمین و معلمات بنا دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت فقط تبلیغ و تلقین تک محدود نہ تھی بلکہ یہ ایک سرفروشانہ جدوجہد کی بنیاد تھی جس کا مقصد نظام زندگی میں عملاً انقلاب برپا کرنا تھا۔ ایسے حالات میں یہ بات انتہائی اہمیت رکھتی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریب ترین اور مخلص ترین رفیقوں کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم کر کے انہیں معاشرے میں ممتاز کر دیں۔ چنانچہ ایک طرف آپ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے اپنی صاحبزادیوں کا نکاح کر دیا اور دوسری طرف حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی صاحبزادیوں کو اپنی زوجیت میں لے کر ان سے اپنے تعلق کو دائمی استحکام بخش دیا۔ اسی طرح آپ نے بعض بااثر اور نومسلم قبیلوں سے بھی قرابت داری

پیدا کر کے انہیں اسلام کا حامی بنا یا اور ان میں جو لوگ مخالف تھے ان کی مخالفت سرد کر دی۔ حضرت ام سلمہؓ ایک مومنہ صادقہ اور زیرک خاتون تھیں مگر بنو مخزوم کے اس خاندان سے تھیں جس کا ایک فرد ابو جہل تھا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے اسلام کی راہ میں جس طرح اپنی جان جوکھوں میں ڈالی تھی اور جس جان نثاری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تھا، اس کے بیان کی حاجت نہیں۔ مگر ان کا باپ ابو سفیان فتح مکہ تک کفار کا سردار تھا۔ ان دونوں ذی مرتبہ خواتین کو آنحضورؐ کا شرفِ زوجیت عطا کرنا ان کے ذاتی اوصاف کا اعتراف بھی تھا اور اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ ان دونوں خاندانوں کی معاندانہ سرگرمیاں ختم ہو گئیں۔

بعض مطلقہ صحابیات کو ان کی دلجوئی کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح میں لیا۔ متبنّیٰ بنانے کی جاہلانہ رسم کو مٹانے کے لیے آنحضورؐ کو اللہ نے اپنے منہ بولے بیٹے (حضرت زید) کی مطلقہ حضرت زینبؓ بنت جحش سے شادی کرنے کا حکم دیا۔ حضرت زینب آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں، اگر آپ چاہتے تو حضرت زید سے پہلے آپ ان کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کر سکتے تھے۔ مگر پہلے آپ نے نسب کی اونچ نیچ مٹانے کے لیے ان کا نکاح ایک آزاد کردہ غلام سے کیا۔ پھر جب اس جوڑے میں نباہ نہ ہو سکا اور نوبت طلاق تک پہنچی تو آپ نے حضرت زینبؓ کو اپنے حرم میں داخل فرما کر ان کی تسکین قلب کا سامان بھی کر دیا اور جاہلیت کے اس رواج کی جڑ بھی کاٹ دی جس کی رُو سے متبنّیٰ حقیقی اولاد کی صف میں شمار ہوتا تھا۔ انہی کی ایک ہم نام ام المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ تھیں جو حضرت عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ یہ حضرت زینب کے تیسرے شوہر تھے اور جنگِ اُحد میں انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخمی دل پر مرہم رکھتے ہوئے انہیں بھی اپنی زوجیت میں لے لیا اور اس سعادت سے بہرہ مند ہونے کے بعد یہ فقط دو یا تین مہینے زندہ رہ کر جنت میں جا بسیں۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضرت ام سَلَمہ کے شوہر ابو سلمہ نے بھی جنگِ احد میں زخمی ہو کر وفات پائی تھی اور رسولِ اکرمؐ نے اس کے بعد حضرت ام سَلَمہ سے نکاح کر کے ان کے چار چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنی تولیت و تربیت میں لے لیا تھا۔ اسی طرح حضرت ام حبیبہؓ کے خاوند نے اگرچہ حبشہ کی طرف ان کے ساتھ ہجرت کی تھی مگر وہاں جا کر وہ عیسائی ہو گیا اور ام حبیبہ اپنی معصوم بچی حبیبہ کے ساتھ غریب الدیار اور بے یار و مددگار ہو کر رہ گئیں۔ اس پر آنحضورؐ نے انہیں حبشہ ہی میں پیغامِ نکاح بھجوایا۔ نجاشی نے خود آنحضرت

کے وکیل کے ذریعے سے نکاح منعقد کرایا اور حضرت ام حبیبہؓ کو آپ کے پاس بھجوایا۔ حبیبہؓ بھی اپنی ماں کے ساتھ آئیں اور نبی کریمؐ کی ربیبہ بن کر آپ کی سرپرستی میں پروان چڑھیں۔

ام المومنین حضرت جویریہؓ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں اور غزوۂ مریسیع میں اسیر ہو کر آئیں اور ایک صحابی ثابتؓ بن قیس کے حصے میں آئیں۔ آنحضورؐ نے ان کی خاندانی نجابت کا احساس کر کے ان کا فدیہ خود ادا فرمایا اور انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ صحابہ کرام نے ان کے قبیلے کے سارے قیدیوں کو رہا کر دیا جن کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ اسی طرح کا معاملہ حضرت صفیہؓ کا بھی ہے۔ وہ بھی جنگی قیدیوں میں سے تھیں اور ابتدا میں حضرت دحیہ کلبی کے حصے میں آئی تھیں مگر ان کا والد بھی یہود کا قائد و رئیس تھا، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی آزاد فرما کر خود ان سے نکاح کیا تاکہ ان کی دل شکنی نہ ہونے پائے، اور اس رشتہ کی وجہ سے یہودیوں کی دشمنی بھی کم ہو جائے۔

بہرکیف جہاں تک بھی غور کیا جاتے یہ حقیقت بالکل واضح اور منقح ہو کر سامنے آتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی نکاح فرمائے ہیں ہر ایک میں کوئی نہ کوئی دینی و ملی مصلحت و حکمت پوشیدہ تھی بلکہ ہر ایک میں متعدد مصالح پیش نظر تھے۔ اور یہ بات بھی تاریخی طور پر ثابت ہے کہ حضرت عائشہؓ کے ماسوا جملہ ازواج مطہرات بیوہ، مطلقہ یا شوہر دیدہ تھیں۔ لیکن جن لوگوں کے اعصاب پر عورت کا فقط جنسی پہلو سوار ہے اور جن کی نظر بطن و منفت کے مسائل سے متجاوز نہیں ہو سکتی وہ اگر ان مصلحتوں کو نہ دیکھ سکیں جو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاحوں میں کارفرما تھیں، تو کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاں شادی سے پہلے جنسی تعلقات، شادی کے بعد دائرۂ ازدواج سے باہر جنسی تعلقات، اور بیوی کی موجودگی میں داشتائیں رکھنا، معمولات میں داخل ہو چکا ہے اور یہ اسلام کے تعدد ازواج کے منہ آتے ہیں۔

---

۱۱ مئی ۱۹۵۳ء کو مارشل لا کورٹ کا ایک فیصلہ بجلی بن کر گرا اور ہزاروں نہیں لاکھوں کو تڑپا گیا۔
ہفت روزہ "آئین" ریلوے روڈ لاہور، اسی سلسلے کی یادوں کو ایک **اشاعت خاص** میں سمیٹ رہا ہے جو مئی کے وسط تک منظر عام پر آجائے گی۔